اور یعقوب نے لابن سے کہا کہ میری مدت پوری ہو گئی۔ سو میری بیوی مجھے دے تاکہ میں اس کے پاس جاؤں تب لابن نے اس جگہ کے سب لوگوں کو بلا کر جمع کیا اور ان کی ضیافت کی اور جب شام ہوئی تو اپنی بیٹی لیاہ کو اس کے پاس لے آیا اور یعقوب اس سے ہم آغوش ہوا.... جب صبح کو معلوم ہوا کہ یہ تو لیاہ ہے تب اس نے لابن سے کہا کہ تو نے مجھ سے یہ کیا کیا؟ میں نے جو تیری خدمت کی وہ راخل کی خاطر نہ تھی ....

(پیدائش۔ب نمبر29 ' فقرات نمبر25-21)

ہمیں نہیں سمجھ آتی کہ اس "قصے" پر کیا تبصرہ کریں کیونکہ یہ بات ناقابل فہم ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے راخل کو دیکھا بھی ہو' چوما بھی ہو (بمطابق کتاب مقدس) اسی کی خاطر 7۔ برس محنت بھی کی ہو اور جب شادی ہو تو وہ "لیاہ" اور "راخل" میں فرق ہی نہ کر سکے ہوں ...؟

"لاعلمی" کے ضمن میں ایک اور واقعہ بھی ان "صحائف" میں محفوظ ہے .... لیجئے محظوظ ہو لیجئے ....

تب یہوداہ نے اپنی بہو تمر سے کہا کہ میرے بیٹے سیلہ کے بالغ ہونے تک تو اپنے باپ کے گھر بیوہ بیٹھی رہ۔ (تمر یہوداہ کے 2 بیٹوں عیر اور اونان کی یکے بعد دیگرے بیوی تھی اور بیوہ ہو گئی تھی اور اب سیلہ کے انتظار میں تھی) .... ایک عرصہ کے بعد ایسا ہوا کہ سوع کی بیٹی جو یہوداہ کی بیوی تھی مر گئی اور جب یہوداہ کو اس کا غم بھولا تو وہ .... تمنت "ایک علاقہ" کو گیا .... اور تمر کو یہ خبر ملی کہ تیرا خسر اپنی بھیڑوں کی پشم کترنے کے لیئے تمنت کو جا رہا ہے۔ تب اس نے رنڈاپے "بیوگی" کے کپڑوں کو اتار پھینکا اور برقع اوڑھا اور اپنے کو ڈھانکا.... اور تمنت کی راہ پر جا بیٹھی .... یہوداہ نے اسے دیکھکر سمجھا کہ کوئی کسبی ہے .... سو وہ راستہ سے اس کی طرف پھرا اور اس سے کہنے لگا کہ ذرا مجھے اپنے ساتھ مباشرت کر لینے دے .... اس نے کہا تو مجھے کیا دے گا تاکہ میرے ساتھ مباشرت

کرے ... اس نے کہا تجھے رہن کیا دوں ... اس (تمر) نے کہا اپنی مہر اور اپنا بازو بند اور اپنی لاٹھی جو تیرے ہاتھ میں ہے .... اس نے یہ چیزیں اسے دیں اور مباشرت کی اور وہ اس سے حاملہ ہو گئی ... (پیدائش۔ب نمبر38 ' فقرات نمبر11۔19)

اس کے بعد لکھا ہے کہ ....

اور قریباً 3 مہینے کے بعد یہوداہ کو یہ خبر ملی کہ تیری بہو تمر نے زنا کیا اور اسے چھنالے کا حمل بھی ہے۔ یہوداہ نے کہا کہ اسے باہر نکال لاؤ کہ وہ جلائی جائے۔ (پیدائش۔ب نمبر38 ' فقرات نمبر24)

یہ عبارت پڑھنے کے بعد ہمیں یہ سب کچھ "جرم" سے زیادہ "ملی بھگت" معلوم ہوتا ہیاور اس سے بڑھکر "کتاب مقدس" پر ہنسی آتی ہے کہ یہ کسقدر معصوم ہے ....!

آیئے اب ایک "تضاد بیانی" دیکھتے ہیں .... لکھا ہے کہ ....

تب موسیٰ اور ہارون اور ندب اور ابیہو اور بنی اسرائیل کے ستر بزرگ اوپر گئے اور انھوں نے اسرائیل کے خدا کو دیکھا .... (خروج۔ب نمبر24 ' فقرہ نمبر9) لیکن آگے چل کر اسی صحیفے میں درج ہے کہ ....

تب وہ (یعنی موسیٰ) بول اٹھا کہ میں تیری منت کرتا ہوں۔ مجھے اپنا جلال دکھا دے۔ اس (خدا) نے کہا میں اپنی ساری نیکی تیرے سامنے ظاہر کروں گا .... اور میں جس پر مہربان ہونا چاہوں مہربان ہونگا اور جس پر رحم کرنا چاہوں رحم کروں گا .... اور یہ بھی کہا تو میرا چہرہ نہیں دیکھ سکتا کیونکہ انسان مجھے دیکھ کر زندہ نہیں رہے گا۔ (خروج۔ب نمبر33 ' فقرات نمبر21۔17)

"تورات" کے متعلق ہم نے مختصر سے انداز میں اپنی گزارشات پیش کردی ہیں .... یاد رہے کہ ہم "تورات" کا انکار نہیں کر رہے بلکہ ہماری معروضات کا مقصد تو فقط یہ ہے کہ یہ "تورات" اب وہ مقدس کتاب نہیں رہی کہ جو کبھی اللہ کے برگزیدہ اور پاک

باقی صہ ۸ پر

فیصل آباد کی عظیم شخصیت

عبدالرشید عراقی

مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف رحمہ اللہ

28 جون 1996ء کو پاکستان کے نامور عالم اور طبیب حاذق اور فیصل آباد کی عظیم شخصیت مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف 90 سال کی عمر میں اس جہان فانی سے رحلت جاودانی ہوئے۔

1955ء سے میرا تعلق حکیم صاحب مرحوم سے تھا۔ اور 40 سال میں میں نے حکیم عبدالرحیم اشرف کے بارے میں جو کچھ جانا۔ اس کو مختصر الفاظ میں اس طرح عرض کیا جا سکتا ہے کہ وہ نہایت ذہین، فہیم، فطین اور معاملہ فہم عالم دین تھے۔ طب میں بھی ان کو ایک خاص مقام حاصل تھا۔ بہت بڑے حاذق طبیب تھے۔ تقریر اور تحریر پر یکساں قدرت حاصل تھی۔ موقع پر ضرورت کے مطابق بات کرنے کی اللہ تعالیٰ نے خاص صلاحیت عطا فرمائی تھی۔ تفسیر، حدیث، فقہ اور تاریخ میں ان کو کمال حاصل تھا۔ طبی ریسرچ میں بھی ان کو مہارت حاصل تھی۔ جامعہ تعلیمات اسلامیہ، جامعہ طبیہ کالج اور اشرف لیبارٹری کا قیام ان کی علمی، تحقیقی اور طبی ریسرچ میں مہارت تامہ کا بین ثبوت ہے۔

حکیم عبدالرحیم اشرف کی زندگی ان کے گوناں گوں مشاغل سے معمور رہی۔ ملکی سیاست میں بھی برابر حصہ لیتے رہے۔ بڑے خوش بیان مشہور تھے۔ ان کی تحریر بھی بڑی جامع ہوتی تھی حشو و زوائد سے پاک ہوتی تھی۔ حکیم صاحب کا سیاسی ذہن بہت صاف تھا۔ اپنے معاصرین سے بہت اچھے طریقے سے ملتے خواہ ان کا سیاسی مسلک کچھ بھی ہوتا۔ حکیم صاحب کی ذات مختلف جماعتوں کے درمیان ربط اور اتحاد برقرار رکھنے کی ایک علامت تھی۔ اس لئے موجودہ حالات میں ان کا رخصت ہو جانا ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔ ان کے چلے جانے سے عظمت و عبقریت کی بساط الٹ گئی ہے۔ حکیم صاحب مرحوم پاکستان میں ایک علمی مقام تھا۔ اور پاکستان کی علمی و ادبی انجمنوں اور مذہبی حلقوں میں